1964_6_229_237

6 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپوٹس **1964**

این ری :لیلی ایز ابیل تھامس

بی۔پی۔سنہا سی۔ج، کے۔سباراؤ، رگھوبر دیال، این۔راج گوپالن آئینگر اور ج۔آر۔مدھولکر، جسٹسز

14 جنوری 1964

سپریم کورٹ کے قواعد-"پریکٹس کرنے کا حق" اگر اس میں "عمل کرنے کا حق" بھی شامل ہے۔ قانون سازی کا اختیار- اگر پارلیمنٹ کی قانون سازی کی طاقت سے متصادم ہے تو سپریم کورٹ رولز، 1950 (جیسا کہ 1962 میں ترمیم کی گئی تھی)، آرڈ IV قوائد 16، 17 - ہندوستان کے آئین کا جواز، آرٹیکل 145 ایڈوکیٹس ایکٹ، 1961 (25 آف 1961) دفعات 52، (3)58۔

درخواست گزار کو انڈین بار کونسل ایکٹ کے تحت مدراس ہائی کورٹ میں داخل کرایا گیا تھا، اور بعد میں سپریم کورٹ رولز کے تحت اس عدالت کی فہرست میں شامل کیا گیا تھا۔اس عرضی میں یہ دلیل دی گئی تھی کہ ایڈوکیٹس ایکٹ کی دفعہ 58 (3) کے تحت درخواست گزار اس عدالت میں پریکٹس کرنے کے حق کا حقدار ہے اور "پریکٹس کے حق" میں نہ صرف وکالت کرنے کا حق شامل ہے بلکہ عمل کرنے کا حق بھی شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ رولز کے آرڈر IV اور رولز 16 اور 17 کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔اور یہ کہ آرٹیکل 145(1)(a) کے تحت بنائے گئے قاعدے کے تحت یہ عدالت کسی شخص کو پریکٹس کرنے کا حق نہیں دے سکتی اور نہ ہی پریکٹس کے حق کے بارے میں اہلیت مسلط کر سکتی ہے، یہ معاملات مکمل طور پر انٹری 77 کے اندر ہیں اور اس لیے صرف پارلیمانی قانون سازی کے لیے ہیں۔

منعقد: (i) "عمل کرنے کا حق" کے الفاظ اپنے عام معنی میں نہ صرف وکالت کرنے کے حق بلکہ عمل کرنے کے حق کو بھی استعمال کرتے ہیں اور اگر سپریم کورٹ کی طرف سے عمل کرنے کے حق کو محدود کرنے کے لئے کوئی ضابطہ نہیں بنایا گیا ہوتا تو درخواست گزار کو بلاشبہ وکالت کرنے اور عمل کرنے دونوں کا حق حاصل ہوتا۔

اشونی کمار گھوش بنام اربند ابوس، (1953) ایس سی آر 1، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

(ii) ایڈوکیٹس ایکٹ کی دفعہ (3) 58 کے تحت بار کونسل ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ وکلاء کو سپریم کورٹ میں پریکٹس کرنے کا حق اس عدالت کے بنائے گئے کسی بھی قواعد سے مشروط ہے۔ایڈوکیٹس ایکٹ کی دفعہ

52 خاص طور پر آرٹیکل 145 کے تحت قواعد بنانے کے لئے اس عدالت کے اختیارات کو بچاتی ہے۔ دفعہ 52 میں دہرائی جانے والی بچت کے پیش نظر وکیلوں کے ایک مخصوص طبقے کو کام کرنے کے حق کو محدود کرنے والے قاعدے کو پارلیمنٹ کے بنائے گئے قانون کے منافی قرار دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(iii) آرٹیکل (a)(1)145 کے قواعد 16 اور 17 کی واضح شرائط پر آرڈر 4 کے قواعد درست ہیں اور اس عدالت کے قواعد سازی کے اختیارات کے اندر ہیں۔ یہ عدالت اپنے قوانین کے ذریعے ہر شخص کو اس کے سامنے پریکٹس کرنے کا حق دینے کے لیے اہلیت مقرر کر سکتی ہے اور پارلیمنٹ بھی ایسا ہی کر سکتی ہے۔ پارلیمنٹ کی قانون سازی کی اختیارات اور اس عدالت کی قانون سازی کی اختیارات کے درمیان اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ آرٹیکل 145 کے ابتدائی الفاظ کی وجہ سے، اس عدالت کے ذریعہ بنایا گیا کوئی بھی قاعدہ صرف پارلیمنٹ کے ذریعہ پریکٹس کے حق کے موضوع پر بنائے گئے قوانین کے تابع ہوگا۔

اصل دائرہ اختیار: 1963 کی پٹیشن نمبر 42۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت.

درخواست گزار ذاتی طور پر پیش ہوئے۔

سپریم کورٹ کے معزز ججوں کی جانب سے ایڈیشنل سالیسٹر جنرل ایس۔وی۔گپتے، این۔ایس بندرا اور آر۔ایچ۔ڈھیبر۔

مداخلت کرنے والے (ڈبلیوسی چوپڑا) کے لیے اے۔وی۔رنگنادھم چیٹی، اے۔ویداولی اور اے۔وی۔رنگم۔

14 جنوری .1964 عدالت کا فیصلہ اس نے سنایا

آئینگر جسٹس۔ سپریم کورٹ رولز کے آرڈر *IV* کے قاعدہ 16 کو غیر قانونی قرار دینے کی درخواست کے تناظر میں آئین کے آرٹیکل (a)(1)145 کی مناسب تعمیر اس عرضی میں اٹھایا گیا بنیادی نکتہ ہے جو ایڈووکیٹس ایکٹ 1961 کے تحت اس عدالت میں پریکٹس کرنے کا حقدار ہے۔

درخواست گزار کو 15 نومبر 1955 کو انڈین بار کونسل ایکٹ 1926 کے تحت مدراس ہائی کورٹ میں داخل کرایا گیا تھا اور 29 اکتوبر 1960 کو سپریم کورٹ رولز کے آرڈر IV کے تحت اس عدالت کی فہرست میں شامل کیا گیا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ اس عدالت میں پریکٹس کرنے کی حقدار وکیل کی حیثیت سے وہ نہ صرف التجا کرنے بلکہ عمل کرنے کا بھی حق رکھتی ہیں اور اس عدالت کے قواعد جو اس کو کام کرنے کی اجازت

دینے سے پہلے اہلیت کا تعین کرتے ہیں وہ غیر قانونی ہیں۔لہٰذا انہوں نے اپنی عرضی میں جو درخواست دائر کی ہے وہ یہ ہے کہ 1962 میں ترمیم شدہ سپریم کورٹ رولز کے آرڈر IV کے قاعدہ (1) 16 کو اس عدالت کی خلاف ورزی قرار دیا جائے اور مزید یہ اعلان کیا جائے کہ وہ اس عدالت میں بطور وکیل پریکٹس کرنے کی حقدار ہیں۔

قاعدہ 16 جس کی صداقت کو چیلنج کیا گیا ہے:

.16 کوئی بھی وکیل ایڈوکیٹ آن ریکارڈ کے طور پر رجسٹر ہونے کا اہل نہیں ہوگا جب تک کہ وہ-

(1) عدالت کی طرف سے منظور شدہ ایڈوکیٹ آن ریکارڈ کے ساتھ ایک سال کی تربیت حاصل کی ہے،اور اس کے بعد ایسے امتحان پاس کیے ہیں جو عدالت کی طرف سے ایڈوکیٹ آن ریکارڈ کے طور پر رجسٹرڈ ہونے کے لئے درخواست دینے والے وکیلوں کے لئے منعقد کیے جا سکتے ہیں، جس کی تفصیلات وقتاً فوقتاً ہندوستان کے گزٹ میں مطلع کی جائیں گی۔تاہم، بشرطیکہ ایک وکیل کو اس طرح کی تربیت اور امتحان سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

(2) کورٹ ہاؤس سے 10 میل کے دائرے میں دہلی میں ایک دفتر ہے اور ایڈوکیٹ آن ریکارڈ رجسٹرڈ کلرک کے طور پر رجسٹرڈ ہونے کے ایک ماہ کے اندر ملازمت کا حلف نامہ دیتا ہے۔اور

(3) 25 روپے کی رجسٹریشن فیس ادا کرتا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ قواعد کے تحت اگرچہ ہر وکیل جس کا نام ایڈوکیٹس ایکٹ کی دفعہ 20 کے تحت تیار کردہ ایڈوکیٹس کے مشترکہ رول میں رکھا گیا ہے، وکالت کا حق دار ہے، لیکن صرف وہی وکیل جو ایڈوکیٹ آن ریکارڈ کے طور پر رجسٹرڈ ہیں، وہ بھی کام کرنے کے حقدار ہیں، کیونکہ حکم کے قاعدہ 17 میں کہا گیا ہے:

.17 ایک ایڈوکیٹ آن ریکارڈ کسی بھی فریق کے لئے کارروائی کرنے کے ساتھ ساتھ وکالت نامہ کے ساتھ پیشی کی کارروائی میں کسی بھی فریق کے لئے کارروائی کرنے اور وکالت کرنے کا حق دار ہوگا۔

ایڈوکیٹ آن ریکارڈ کے علاوہ کوئی بھی وکیل عدالت میں کسی فریق کے لئے پیش ہونے یا عمل کرنے کا حق دار نہیں ہوگا۔"

درخواست گزار جس نے ذاتی طور پر اپنے کیس میں دلائل دیے اور قابلیت اور اعتدال کے ساتھ پیدا ہونے والے نکات پیش کیے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ایڈوکیٹس ایکٹ کی دفعہ (3) 58 کے تحت جس میں کہا گیا ہے۔

58 (3) اس ایکٹ میں کچھ بھی ہونے کے باوجود، ہر وہ شخص جو یکم دسمبر 1961 سے پہلے انڈین بار کونسل ایکٹ، 1926 کے تحت کسی ہائی کورٹ کے رول پر وکیل تھا یا جو اس ایکٹ کے تحت وکیل کے طور پر رجسٹرڈ ہوا ہے، باب چہارم کے نافذ ہونے تک سپریم کورٹ میں پریکٹس کرنے کا حق دار ہوگا۔ اس سلسلے میں سپریم کورٹ کی طرف سے بنائے گئے قواعد کے تابع"

وہ اس عدالت میں "پریکٹس کرنے کے حق" کی حقدار ہیں، اور ان کا دعوی ہے کہ "مشق کرنے کے حق" میں نہ صرف التجا کرنے کا حق شامل ہوگا، بلکہ عمل کرنے کا حق بھی شامل ہوگا۔ وہ اب تک صحیح ہے. ان کی مزید عرضی ان قواعد کے دائرہ کار اور مواد کے بارے میں ہے جو اس عدالت کے ذریعہ قانونی طور پر بنائے جاسکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر سپریم کورٹ کی طرف سے کوئی اصول نہیں بنائے گئے تھے یا جیسا کہ درخواست گزار کا کہنا ہے کہ اگر آرڈر IV قائدہ 16 اور 17 غیر قانونی ہیں تو درخواست گزار کو نہ صرف اس طرح وکالت کرنے کا حق حاصل ہوگا جس کی وہ اب حقدار ہے، بلکہ اس پر عمل کرنے کی بھی حقدار ہوگی جب تک کہ اس نے قاعدہ 16 کے تقاضوں کی تعمیل نہ کی ہو۔

پھر غور طلب سوال یہ ہے کہ آیا مذکورہ قواعد درست ہیں یا نہیں۔ یہ آرٹیکل (a)(1)145 کی مناسب تعمیر پر منحصر ہے جس کی بنیاد پر مذکورہ قاعدہ تشکیل دیا گیا ہے، جس میں کہا گیا ہے:

145.(1) پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے کسی بھی قانون کی دفعات کے تابع، سپریم کورٹ وقتاً فوقتاً صدر جمہوریہ کی منظوری سے، عدالت کے عمل اور طریقہ کار کو عام طور پر ریگولیٹ کرنے کے لئے قواعد بنا سکتا ہے جس میں شامل ہیں:

(a) عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے والے افراد کے بارے میں قواعد؛"

جہاں تک اس آرٹیکل کا تعلق ہے تو دو معاملات ہیں جن کی طرف توجہ مبذول کرائی جاسکتی ہے۔

آرٹیکل کے ابتدائی الفاظ کے مطابق اس عدالت کے بنائے گئے قواعد پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے کسی بھی قانون کی شق کے تابع ہیں، تاکہ اگر پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون میں کوئی دفعات موجود ہو جس کے ذریعہ یا تو اصول بنانے کا حق محدود ہے یا جس میں قواعد کے منافی دفعات شامل ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پارلیمنٹ کے ذریعہ بنایا گیا قانون غالب آئے گا۔ عرضی گزار کی دلیل ہے کہ دفعہ (3) 58 کا ذکر پارلیمنٹ کی طرف سے کیا گیا ایسا قانون ہے اور درخواست گزار کی حیثیت سے افراد کو دیے گئے مطلق حق کو اس عدالت کے ذریعہ بنائے گئے قواعد کے ذریعہ کنٹرول نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہماری توجہ اشونی کمار گھوش اور دیگر بنام آربینڈ ابوس اور دیگر (1953 ایس سی آر 1) کے معاملے میں

اس عدالت کے فیصلے کی طرف مبذول کرائی گئی۔ یہاں اس عدالت نے وضاحت کی کہ 'عمل کرنے کا حق' کا کیا مطلب ہے۔ یہ الفاظ بیان کیے گئے تھے۔ جو سپریم کورٹ ایڈوکیٹس (ہائی کورٹ میں پریکٹس) ایکٹ، 1951 میں ہوا تھا جس کی دفعہ 2 نافذ کی گئی تھی، "سپریم کورٹ کا ہر وکیل کسی بھی ہائی کورٹ میں وکالت کرنے کا حق دار ہوگا چاہے وہ اس ہائی کورٹ کا وکیل ہو یا نہ ہو" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کے وکیل کو نہ صرف وکالت کرنے بلکہ کام کرنے کا بھی حق دیا گیا تھا۔ اور یہ کہ کلکتہ اور بمبئی ہائی کورٹس کی طرف سے بنائے گئے کسی بھی قانون کے باوجود یہ قانون نافذ رہا جس میں ان عدالتوں کے اصل پہلوؤں پر کام کرنے کے حق کو محدود کیا گیا تھا۔ تاہم، یہ فیصلہ اس معاملے کو زیادہ آگے نہیں لے جاتا، کیوں کہ یہ 1951 کے قانون کے ذریعہ دیے گئے "حق کے مطابق عمل کرنے کے حق" اور بمبئی اور کلکتہ ہائی کورٹس کے قواعد سازی کے اختیارات کے درمیان عدم مطابقت پر مبنی تھا تاکہ ان عدالتوں کے اصل پہلو پر "کام کرنے کے حق" کو محدود کیا جا سکے جو بار کونسل ایکٹ 1926 میں شامل تھے۔ اس عدالت نے کہا کہ یہ ایک کیس تھا: بعد میں قانون سازی کے ذریعہ اس بچت کو منسوخ کرنے کا۔

اس کے باوجود، جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، درخواست گزار کی یہ دلیل یقینی طور پر درست ہے کہ 'عمل کرنے کا حق' کے الفاظ اپنے عام معنی میں نہ صرف وکالت کرنے کے حق بلکہ عمل کرنے کا حق بھی اختیار کریں گے اور اسی لیے ہم نے کہا کہ اگر سپریم کورٹ نے عمل کرنے کے حق کو محدود کرنے کے لیے کوئی اصول نہیں بنائے تھے، تو درخواست گزار کو بلاشبہ استدلال کرنے اور عمل کرنے کا حق حاصل ہو سکتا ہے۔

لیکن ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں کہ ایکٹ کی دفعہ (3)58 کے تحت بار کونسل ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ وکیلوں کو سپریم کورٹ میں پریکٹس کرنے کا حق اس عدالت کے ذریعہ بنائے گئے کسی بھی قواعد سے مشروط ہے۔ اس موقف کو مستحکم کرنے کے لئے ایڈوکیٹس ایکٹ کی دفعہ 52 کے ذریعہ ایک بچت نافذ کی گئی ہے جو خاص طور پر آرٹیکل 145 کے تحت قواعد بنانے کے لئے اس عدالت کے اختیارات کو بچاتی ہے۔ دفعہ نمبر 52 میں لکھا ہے:

.52 اس ایکٹ میں کوئی بھی چیز آئین کے آرٹیکل 145 کے تحت قواعد بنانے کے سپریم کورٹ کے اختیار کو متاثر نہیں کرے گی۔

(a) ان شرائط کا تعین کرنا جن کے تحت ایک سینئر وکیل اس عدالت میں پریکٹس کرنے کا حق دار ہوگا؛

(b) ان افراد کا تعین کرنا جن کو اس سلسلے میں کام کرنے کا حق دیا جائے گا۔"

دفعہ 52 میں دہرائی جانے والی بچت کے پیش نظر وکیلوں کے ایک مخصوص طبقے کو کام کرنے کے حق کو

محدود کرنے والے قاعدے کو پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے منافی قرار دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ غور طلب سوال یہ ہے کہ کیا آرٹیکل 145(1)(a) اس عدالت کو متنازعہ قواعد وضع کرنے کا اختیار دینے کے لئے کافی ہے۔

ہمیں بڑی سنجیدگی کے ساتھ یہ دلیل دی گئی کہ آرٹیکل کے تحت عدالت کے طریقہ کار اور طریقہ کار کو ریگولیٹ کرنے کے لئے آرٹیکل (a) سے (j) کے تحت وضع کیے جانے والے قواعد وضع کیے جانے تھے جس سے اس بنیادی مقصد کی نشاندہی ہوتی ہے جس کے ساتھ قانون سازی کا اختیار عدالت کو تفویض کیا گیا تھا۔ دوسری بات یہ کہ انہوں نے زور دیا کہ اگر؛ ذیلی دفعہ (1) میں "عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے والے افراد کے بارے میں قواعد" کو ایک آزاد مضمون کے طور پر سمجھا جاتا تھا، جو ابتدائی الفاظ "عدالت کی مشق اور طریقہ کار" کے سیاق وسباق سے مکمل طور پر الگ تھا، اس کے باوجود قاعدہ بنانے کا اختیار ان افراد کے طرز عمل کے ضابطے تک محدود تھا جو قانون کے تحت پریکٹس کرنے کے حقدار ہیں اور اس طرح عدالت کے سامنے پریکٹس کرتے ہیں۔

اگرچہ ہمیں کئی فیصلوں کا حوالہ دیا گیا کہ 'عدالت کے طریقہ کار اور طریقہ کار' سے کیا مراد ہے، لیکن ہم ان کا حوالہ دینا مفید یا ضروری نہیں سمجھتے۔ اگر ضابطہ بنانے کا پورا اختیار صرف ان الفاظ پر منحصر ہوتا کہ "عدالت کے عمل اور طریقہ کار کو ریگولیٹ کیا جائے" لیکن آرٹیکل خاص طور پر عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے والے افراد کے بارے میں قواعد بنانے کے قابل بناتا ہے تو ان پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہوسکتی ہے۔ ہم آئٹم (a) کو ایک آزاد سربراہ کی حیثیت سے پڑھنا چاہتے ہیں نہ کہ صرف عدالت کے عمل اور طریقہ کار کو ریگولیٹ کرنے کے لئے قواعد بنانے کے اختیار کے ایک حصے کے طور پر۔ لفظ 'بشمول' جو اشیاء کی گنتی سے پہلے (a) سے (i) اور آئٹم (a) کے موضوع سے پہلے ہے، اسے اقتدار کے ایک آزاد سربراہ کے طور پر نشان زد کرتا ہے۔

لہٰذا ہم اس بات سے نمٹنے کی تجویز نہیں رکھتے کہ "عمل اور عمل کے ضابطے" کا اصل مواد کیا ہوتا۔ لیکن "عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے والے افراد کے بارے میں قواعد" کے الفاظ کے معنی پر غور کرنا جاری رکھیں گے کیونکہ اگر اب جن قوانین کو مسترد کیا گیا ہے ان کو اس اختیار کے تحت جائز قرار دیا جا سکتا ہے تو ان کی قانونی حیثیت کا مواخذہ نہیں کیا جا سکتا۔ اب جہاں تک آئٹم (a) میں ان الفاظ کا تعلق ہے تو درخواست گزار کا بیان دوطرفہ تھا: پہلی بات تو یہ کہ انہوں نے ان الفاظ کا موازنہ یونین لسٹ کے اندراج نمبر 77 سے کیا جس کے آخری حصے میں لکھا ہے:

وہ افراد جو سپریم کورٹ کے سامنے پریکٹس کرنے کے حقدار ہیں۔

پریکٹس کرنے والے افراد' اور 'پریکٹس کرنے کے حقدار افراد' کے دو الفاظ کے درمیان فرق پر انحصار کرتے ہوئے ذیلی مشن یہ تھا کہ 'عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے والے افراد' کے الفاظ محدود تھے اور اس عدالت کو صرف اس بات کا تعین کرنے کے لیے قواعد وضع کرنے کا اختیار دیا گیا تھا کہ جن لوگوں نے پارلیمنٹ کی جانب سے بنائے گئے قانون کے تحت پریکٹس کرنے کا حق حاصل کیا تھا اس اندراج 77 کے تحت طاقت کی بنا پر وہ اس حق کا استعمال کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے 'پریکٹس کا حق دار ہونا' کے حوالے سے ایک امتیاز پیش کیا جس میں کان کنی کو روکنا یا پریکٹس کا حق حاصل کرنے سے پہلے ان قابلیتوں کا تعین کرنا شامل تھا جو انہوں نے درخواست کی تھی کہ یہ اندراج 77 کا موضوع ہے، اور 'عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے والے افراد کے بارے میں ایک قاعدہ جو پارلیمانی قانون سازی کے ذریعے پریکٹس کا حق حاصل کرنے کے بعد دوسرا مرحلہ تھا۔ دوسرے لفظوں میں عرض یہ تھا کہ آرٹیکل (a)(1)145 کے تحت بنائے گئے قاعدے کے تحت یہ عدالت نہ تو کسی شخص کو پریکٹس کرنے کا حق دے سکتی ہے اور نہ ہی اس پر عمل کرنے کے حق کے بارے میں اہلیت نافذ کر سکتی ہے۔

ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ ہم اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ "عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے والے افراد" کے الفاظ "عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے کے حقدار افراد" کے الفاظ سے کم ہیں۔ فاضل ایڈیشنل سالیسٹر جنرل نے اپنی عرضی میں کہا کہ مثال کے طور پر اگر پارلیمنٹ کی طرف سے ایسا کوئی قانون نہیں بنایا گیا ہے جو کسی شخص کو اس عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے کا حق دیتا ہے، تو درخواست گزار کے ذریعہ تجویز کردہ تعمیر کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ عدالت اس عدالت میں پریکٹس کرنے کے لئے افراد کے لئے اہلیت کا تعین کرنے والا کوئی قاعدہ نہیں بنا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آرٹیکل(a)(1)145 میں استعمال ہونے والے الفاظ حکومت ہند ایکٹ، 1935 کی دفعہ(1) 214 سے کافی حد تک لیے گئے ہیں۔

وفاقی عدالت وقتاً فوقتاً گورنر جنرل کی منظوری سے اپنی صوابدید پر عدالت کے قواعد وضوابط بنا سکتی ہے تاکہ عام طور پر عدالت کے عمل اور طریقہ کار کو ریگولیٹ کیا جا سکے جس میں عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے والے افراد کے بارے میں قواعد بھی شامل" ......

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 میں اس کی قانون ساز فہرستوں میں ایسی شق نہیں تھی جیسا کہ ہمیں فہرست اول کے اندراج نمبر 77 میں ہے (دیکھیے فہرست 1 کا اندراج 53)۔ وفاقی عدالت نے اپنے

قیام کے فوراً بعد قواعد بنائے اور ان قواعد کے آرڈر IV کے تحت وفاقی عدالت کے ایڈووکیٹ کے طور پر اندراج کے لئے اہلیت مقرر کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ ہائی کورٹ کے قائدہ میں 5 سال کی پوزیشن کے ساتھ اور کچھ مطلوبہ شرائط کو پورا کرنے والے وکیل ایڈووکیٹ کے طور پر اندراج کے حقدار تھے، جبکہ سینئر ایڈووکیٹ کے طور پر اندراج کے لئے ہائی کورٹ بار کے وکیل کے طور پر 10 سال کی حیثیت مقرر کی گئی تھی۔ ہم اس کی نشاندہی صرف اس مقصد کے لئے کر رہے ہیں کہ "عدالت کے سامنے پریکٹس کرنے والے افراد کے بارے میں" الفاظ کو ایک جامع معنی میں استعمال کیا گیا تا کہ نہ صرف عمل کے طریقہ کار کے بارے میں بلکہ عمل کرنے کے حق یا عمل کرنے کے حق کے بارے میں بھی ایک قاعدہ شامل کیا جا سکے۔ آرٹیکل 145(1)(a) میں جو الفاظ دہرائے گئے ہیں وہ اب بھی وہی مواد رکھتے ہیں۔ ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ اس تعمیر میں کوئی بے قاعدگی شامل نہیں ہے کہ یہ عدالت اپنے قواعد کے تحت افراد کو اس کے سامنے پریکٹس کرنے کا حق دینے کے لیے اہلیت مقرر کرنے کا اہتمام کر سکتی ہے اور پارلیمنٹ بھی ایسا ہی کر سکتی ہے۔ پارلیمنٹ کی قانون سازی کی طاقت اور اس عدالت کی قانون سازی کی طاقت کے درمیان تصادم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ آرٹیکل 145 کے ابتدائی الفاظ کی وجہ سے، اس عدالت کے ذریعہ بنایا گیا کوئی بھی قاعدہ صرف پارلیمنٹ کے ذریعہ پریکٹس کے حق کے موضوع پر بنائے گئے قوانین کے تابع ہوگا۔ لہٰذا ہماری واضح رائے یہ ہے کہ آرٹیکل 145(1)(a) کی واضح شرائط پر مذکورہ قواعد 16 اور 17 درست ہیں اور قواعد سازی کے اختیار میں ہیں۔

فاضل ایڈیشنل سالیسیٹر نے ایک اور عرضی بنایا کہ عدالت کے بنیادی اختیارات کے تحت اس قاعدے کو جائز ٹھہرایا جا سکتا ہے اور اس مقصد کے لئے اس عدالت کے فیصلے پر بھروسہ کیا جس میں سنت رام (1960) 3 ایس سی آر 499 میں اس عدالت کے بنیادی اختیارات کا حوالہ دیا گیا ہے جہاں صفحہ 504، 505 پر اس عدالت کے بنیادی اختیارات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ آرٹیکل 145(1)(a) کی تعمیر کے بارے میں ہم جو رائے رکھتے ہیں اس میں ہم اس طرح کا قاعدہ وضع کرنے کے لئے اس عدالت کے فطری اختیارات پر اپنا فیصلہ ختم کرنا ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔

لہٰذا یہ درخواست ناکام ہو جاتی ہے اور اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:07
I am the author of this document